عہدِ نبوی ﷺ کی خارجہ پالیسی خطوطِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد علی ☆

ڈاکٹر محمد منشاء طیب ☆☆

The Focus of preaching of the Holy Prophet was not only for a specific nation, tribe or state but also for the whole humanity. He (PBUH) wrote letter to all of the greatest rulars of the world to spread the message of Islam. We can find the basic and leading principles of state of Madina after going through the letters. The basic point of these letters were to preach the kings about the oneness of Allah, His role power and supremacy. Likewise manitence of peace was also the strong pillar of the foreign policy of state of Madina.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفراء کا خارجہ پالیسی میں کردار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء ورسل دنیا میں تشریف لائے ان کی رسالت خاص ان کی اپنی قوم، علاقہ اور قبیلے تک محدود تھی لیکن یہ امتیاز صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پوری دھرتی پر بسنے والی تمام اقوام اور انسانیت ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت عام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت، بعثتِ تام ہے۔ اس کی دلالت قرآن میں بھی موجود ہے۔ احادیث میں بھی اس کی وضاحت پائی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۱)

''اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور اگرچہ برا مانیں مشرک''

بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ مجھے رعب اور دھاک کے ذریعے سے فتح ونصرت دی گئی میرے لئے تمام روئے زمین

---

* چیئرمین/ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج گلبرگ، لاہور۔

** سبجیکٹ سپیشلسٹ، (اسلامیات)، گورنمنٹ عارف ہائیر سیکنڈری سکول، لاہور۔

سجدہ گاہ بنائی گئی غنیمت کا مال میرے لئے حلال کیا اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے حلال نہ تھا مجھے شفاعت کا مرتبہ عنایت ہوا۔ اور مجھ سے پہلے انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور میں تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا۔'' (۲)

جعلت لی الارض مسجد و طهورا

چنانچہ بوجہ بعثت عام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری دنیا کو دعوت اسلام دینے پر مامور کئے گئے تھے۔ یوں تو آغاز کار ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعوت کو مخصوص ومحدود نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی دعوتی خطبہ میں صفاء کے مقام پر واضح فرمادیا تھا:

اللـه الـذی لا الـه الا هـو انـی رسـول الله الیکم خاصة والی الناس عامة(۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت ہر شخص، ہر قوم ہر نسل، ہر قبیلے اور ہر مقام اور ہر زمانے کے لئے تھی۔ اسلام کی بنیاد بھی توحید ہے۔ جو ایک عالمگیر وحدت کا نشان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں میں ایسے لوگوں کی تعداد شروع ہی سے اچھی خاصی رہی ہے۔ جن کا تعلق نسلاً ونسباً عرب سے نہ تھا۔ اور ہر رنگ و زبان اور وطن کے لحاظ سے وہ بھی مختلف تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت سلمان فارسیؓ، صہیب رومیؓ اور بلال حبشیؓ وغیرہ کا نام روشن مثال ہے۔ حج کے زمانے دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے لوگوں تک تبلیغ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کا خاصہ ہے۔ اور پھر انہی لوگوں کے ذریعے نیز جانثاران اسلام کے تجارتی سفروں کے وسیلہ سے اسلام کا پیغام عرب سے باہر پہنچ رہا تھا۔ اور پھر مدینہ آنے کے بعد مرکز اسلام کے قیام وفروغ اور پیہم فتح سے اسلام کا نام اطراف وجوانب میں پھیل گیا تھا۔

لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی عالمی حیثیت کے قیام واستحکام اور اشاعت کے حوالے سے یہ تمام سرگرمیاں عمومی نوعیت کی تھیں البتہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالمی دعوت کے سلسلہ میں بطور خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ اس بات کی تمام مورخین اور اصحاب سیر نے صراحت کی ہے کہ صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد شاہان عالم، فرمانروایان عرب اور دیگر روسائے قبائل کے نام خطوط ومکاتیب ارسال فرمائے۔ (۴)

ان جملہ مکاتیب گرامی کا بنیادی مقصد دعوت وتبلیغ تھا اشاعت اسلام اور قیام امن تھا ان خطوط کو سب سے پہلے محرم ۷ھ میں مدینہ سے جاری کیا گیا۔ (۵)

ابن سعدؒ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ قاصدوں کی ایک جماعت کو مکتوب گرامی دے کر روانہ فرمایا تھا۔(۶)

ان کو بھیجتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر یہ امر واضح کر دیا تھا کہ میں چونکہ پوری امت کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اس لئے اب موقع آ گیا ہے کہ میں سارے انسانوں سے خطاب کروں۔(۷)

ابن سعد کے اس بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مراسلت خطوط کے بارے میں یہ ایک ہی دفعہ ۶ یا ۷ھ میں بھجوائے گئے تھے۔ بلکہ اس جماعت کے علاوہ بھی متعدد دوسرے سفیروں اور قاصدوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے مقامی روساء اور بیرونی امراء کے تحت ملوک و امراء کے پاس دعوتی خطوط اور فرامین ارسال کیے تھے۔ تاریخی شہادت کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دعوتی و تبلیغی خطوط کا سلسلہ محرم ۷ھ سے ۱۰ھ کے اواخر تک جاری رہا۔۔ اس لیے ابن جریر طبری نے بھی مدت مراسلت کو وفات نبوی تک شمار کیا ہے۔(۸)

بلکہ ترمذی کی ایک روایت سے بھی اس بات کی شہادت ملتی ہے۔ ترمذی کے یہ الفاظ ہیں:

ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم کتب قبل موته یدعوهم الیٰ کسریٰ و قیصر والی النجاشی والی کل جبار یدعوهم الی الله . (۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ہی کسری و قیصر نجاشی اور (دنیا کے) ہر صاحب اقتدار کے نام (خط) لکھا اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی۔

اس بحث سے تین نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ مراسلات تقریباً ۳ سال تک جاری رہی اسی لئے مکاتیب نبوی کی تعداد قدیم مورخین کے نزدیک محض چھ یا نو تک محدود نہیں۔

۲۔ مکاتیب نبوی صرف روم و فارس کے سلاطین کو نہیں بھیجے گئے بلکہ اس کے مخاطب دنیا کے تمام صاحبان اقتدار تھے۔

۳۔ ان مکاتیب کا بنیادی مقصد دعوت و تبلیغ، اشاعت اسلام اور قیام امن تھا جو کہ خارجہ پالیسی کا بنیادی عنصر ہے۔

ہم ذیل میں مکاتیب نبوی کی اہمیت، دعوتی پہلو سے ان مکاتیب کے اہم نکات اور مکاتیب نبوی سے مستفاد ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی کے رہنما اصول ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح مکاتیب نبوی بعض نکات جن

کا براہ راست تعلق مرکز اسلام کی توسیع وترقی سے ہے اور اس سے بین الاقوامی تعلقات کی نوعیت ظاہر ہوتی ہے پر اس کو زیر بحث لائیں گے۔

جب مکاتیب نبوی کی تحریر وترسیل کا آغاز ہوا تو مرکز اسلام (مدینہ) کے حالات بڑی نزاکت کے حامل تھے۔ اسی دور اور انہی حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے صاحبان اختیار کو حاکمیت الٰہی کی طرف بلایا اور ایسے انداز سے بلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز تحریر اور اس کے لب ولہجہ میں ذرہ برابر نیاز مندی نہیں، ذاتی مفاد کی بات یا مرعوبیت وکمزوری کا نشان تک نہیں بلکہ استغناء اور وقار ہے۔ جس طرح ایک پر اعتماد بات اور پر خلوص بات مخاطب پر اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح مکتوبات کے انداز خاص نے مخاطبین کو مرعوب کیے بغیر نہیں چھوڑا۔ چنانچہ تاریخی روایات بھی اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے فرمانروا شہنشاہ یعنی قیصر روم نے مکتوب نبوی ملنے کے بعد جس ردعمل کا اظہار کیا اس کا مشاہدہ ابوسفیان کے ان الفاظ میں کیا جاسکتا ہے۔ قیصر روم کے دربار کے عینی شاہد ہیں:

ای عباد الله لقد امرا بن ابی کبشه اصبح بنی ملوك بنی الاصفر یهابونه فی سلطانهم بالشام (۱۰)

"اللہ کے بندو! دیکھو ابن ابی کبشہ کا معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے کہ ملوک بنی الاصفر بھی اپنی اپنی سلطنتوں میں شام (جیسے دور دراز مقام) پر بیٹھے ڈرتے ہیں"۔

مکاتیب نبوی کا عمومی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک خاص اسلوب ہے یعنی ہر خط کا آغاز بسم اللہ سے ہوتا ہے۔ پھر مرسل کی حیثیت سے اپنا نام اور پھر کم سے کم الفاظ اور انتہائی جامع اور جچے تلے انداز میں اپنے مدعا کا اظہار (یعنی دعوت الی اللہ) بھی احسن طریقے سے سرانجام دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتیب شاہی درباروں اور امرائے وقت کو بھیجتے ہوئے عام آدمیوں کی طرح مخاطب نہیں کیا اس کی ایک عام وجہ تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ مکتوب ہمیشہ خاص آدمی کے لئے ہی ہوتے ہیں عام کے لئے نہیں۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق بھی ہمیشہ سربراہان مملکت کو ہی خطوط ومراسلات بھیجے جاتے ہیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس دور کی قیادتیں خداوندی ہم پلہ تھیں۔ روم وفارس کی ہمسایہ سلطنتوں کے بادشاہ خدائی حقوق کے دعوے دار تھے۔ وہاں ملوکیت اور جاگیردارانہ نظام کا تسلط تھا۔ مطلق العنان بادشاہت میں سیاسی نکتہ یہ تھا کہ حاکم کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہوتا جبکہ خود حاکم قانون سے بالاتر تھا۔ مکاتیب نبوی میں اس کی بجائے مطالبہ یہ تھا کہ وہ حکمران حاکمیت الٰہی کا اقرار کریں اور ایک ایسے قانون کے تحت

آجائیں جس میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا۔

ذیل میں ہم مکاتیب سے مستفادا ہم نکات ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔

حکمران اور قوم کو اجتماعی خطاب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملوک وامراء کو حاکمیتِ الٰہی تسلیم کرنے کی دعوت محض ان کی انفرادی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں دی تھی۔ بلکہ (راعی اور رعایا کی پوری اجتماعی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے) ان کی قوم کے لئے بھی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر کو لکھا:

فان تولیت فعلیك اثم الا ریسیین (۱۱)

''اگر تم نے روگردانی کی تو تمہارے اوپر تمہاری قوم کا بوجھ گناہ ہوگا''۔

اور حاکم مصر (سکندریہ) کو تحریر کیا تھا:

اثم القبط (۱۲)

اور کسریٰ کو لکھا تھا:

فان ابیت فعلیك اثم المجوس (۱۳)

مجموعی طور پر اس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اس صورت میں تمہاری رعایا کا وبال بھی تم پر ہوگا۔ اور اس کے برعکس اگر تم نے اسلام قبول کرلیا تو یہاں **یؤتك الـلـه اجرك مرتین** ۔(۱۴) یعنی اجر وثواب بھی دوہرا ہوگا۔

دنیا کے تمام حکمرانوں کو دعوت

مکاتیب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملوک وسلاطین کو دعوت اسلام دیتے ہوئے نہایت ہی مدبر اور بالغ نظری کا حد درجہ ثبوت فراہم کیا کیونکہ جس وقت مرکز اسلام کا بتدریج ارتقاء ہو رہا تھا یہ لازمی امر تھا کہ مرکز اسلام کو عرب کی سرحدی ریاستوں کے خطرات سے اور بڑی طاقتوں کے دست برد سے محفوظ کرلیا جائے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مرکزی قوتوں کو مخاطب کیا بلکہ ان مراکز سے قوت پانے والے تمام دوسرے عناصر کو بھی بے اثر کرنا ضروری سمجھا یعنی ایران وروم کے تحت عرب کے جن علاقوں یا سرحدوں پر ذیلی ریاستیں قائم تھیں۔ ان کو نظر انداز کرکے بڑی طاقتوں کو دعوت اسلام دینا خود مرکز اسلام کے لئے بھی مفید وموثر نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ

اندرون عرب ان کے نمائندہ اقتدار کی موجودگی مرکز اسلام کے لئے پریشانی کا باعث بن سکتی تھی۔ اسی وجہ سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں روم و فارس اور دوسری سلطنتوں کے با اختیار حکمرانوں کو مخاطب کیا اس کے ساتھ بے اختیار ذیلی حکمرانوں، امراء اور روساء کو بھی اسلام کی دعوت پیش کی۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ ذیلی ریاستیں جو مرکز کے لئے قوت مزید کا باعث بنی ہوئی ہیں ان کے علیحدہ ہو جانے سے (اسلام قبول کرنے کی صورت میں) بڑی قوتیں بھی یقیناً متاثر ہوں گی۔

چنانچہ تاریخی روایات اس پر شاہد ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفیر حضرت دحیہ کلبیؓ کے ذریعے قیصر روم کو مکتوب روانہ کیا۔ (۱۵) تو اس کے ساتھ ساتھ اقتدار روم کے ماتحت تمام علاقوں کے فرمانرواؤں کو بھی خطوط روانہ کئے ان میں نجاشی (حاکم حبشہ) مقوقس (۱۶) (حاکم سکندریہ) حارث بن ابی شمر الغسانی (۱۷) (حاکم دمشق) جبلہ بن الایہم (۱۸) (حاکم شام) فروہ بن عمرو الجذامی (۱۹)۔ (عامل بلقاء یا معان) ضغاطر اسقف (۲۰) اور سرداران قبیلہ لخم، کلب، داریون اور بلی (۲۱) وغیرہ کے نام مراسلات اہمیت کے حامل ہیں۔ گویا سلطنت روم اور اس کے پورے زیر اثر علاقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔

دوسری جانب سلطنت فارس اور اس کے ماتحت عام امراء و روساء کو بھی مخاطب کیا۔ اس سلسلہ میں کسریٰ پرویز (۲۲) (شاہ فارس) ثمامہ بن اثال اور ھوذۃ بن علی (۲۳) (حاکمان یمامہ) منذر بن ساوی اور ھلال بن امیہ (۲۴) (حاکمان بحرین۔ اہل بحرین (۲۵) ھرمزان (۲۶) (حاکم) اور سرداران قبیلہ بکر بن وائل (۲۷) وغیرہ کو بھی دعوت خطوط روانہ فرمائے۔

اسلامی ریاست کا پھیلاؤ اور خارجہ پالیسی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتیب روانہ فرما کر دعوت اسلام کی عالمی حیثیت کے قیام کا آغاز کیا جس کے اثرات عالمی سیاسی حالات بھی بہت گہرے پڑے اور مرکز اسلام کے لیے توسیع و ارتقاء کے باب میں بھی مکاتیب نے اہم کردار ادا کیا۔ بعض ممالک کے حکمرانوں نے تو براہ راست اسلام قبول کر لیا جس سے پورا علاقہ مسلمان ہو گیا اور اسلامی ریاست وسیع ہو گئی جبکہ بعض علاقوں کے حکمرانوں نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا۔

اس وقت کی دنیا کے ان ملوک و سلاطین اور روساء کا رویہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخاطب کیا خواہ کیسا ہی رہا ہو یعنی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام قبول کی یا انکار کر دیا لیکن

یہ بات طے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خط و کتابت نے گہرے اثرات مرتب کیے اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے یہ اہم نظائر ہیں کہ آپ کی خارجہ پالیسی اپنے نتائج کے لحاظ سے یقینی طور پر کامیاب رہی۔ مثلاً عمان (۲۸)، بحرین (۲۹) اور یمن (۳۰) کے امراء اسی مراسلات کے نتیجے میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یہ علاقہ اپنی زرخیزی اور دولت واثرات کے لحاظ سے عرب کے دیگر تمام علاقوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور حقیقتاً ان عرب قبائل کو مرکز اسلام کے دشمن تھے اور ہر وقت برسرپیکار رہتے تھے۔ ان ہی علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم کیا جاتا تھا۔ اس طرح یہ قبائل مسلمانوں کے خلاف ان کے دشمن کو بالواسطہ مدد پہنچاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے۔ کہ جب تک مسلمانوں کے مخالف قبائل کو ان علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم ہوتا رہے گا۔ جنگ وجدل کا سلسلہ جاری رہے گا اور قیام امن مشکل ہے۔ چنانچہ امن کے لیے بعض اوقات مشکل فیصلے بھی کرنا پڑے۔

اس لیے ان امارتوں کے مرکز اسلام (ریاست مدینہ) کے زیر اثر آجانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اس کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ مرکز اسلام کی حدود مدینہ کے جنوب اور جنوب مشرق میں پر امن طریقے سے عمان، بحرین اور یمن کے علاقوں تک پھیل گئیں۔ بعض حکمرانوں نے بین بین طریقہ اختیار کیا یعنی نہ تو دعوت اسلام کو رد کیا اور نہ قبول کیا مثلاً یمامہ کا ایک امیر ہوذۃ بن علی تھا سلیطؓ بن عمرو العامری اس کے پاس خط لے کر پہنچے (۳۱) تو اس نے قبول دعوت کے لئے کچھ شرطیں پیش کیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نامنظور فرمایا۔ اور یہ پیشین گوئی بھی کردی۔

بادو وبادما فی یدیه (۳۲)

''وہ خود بھی برباد ہوا اور وہ بھی جو اس کے ہاتھوں میں ہے''۔ چنانچہ ہوذہ کو زیادہ مہلت نہ مل سکی اور ۸ھ میں ان دنوں جب کہ فتح مکہ سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے کہ ہوذہ کا انتقال ہو گیا۔ (۳۳)

مقوقس جو شاہ روم کے ماتحت مصر (اسکندریہ) کا حکمران تھا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو بھیجا تھا۔ (۳۴) خط پڑھ کر وہ بہت متاثر ہوا اور خط وقاصد دونوں کی تعظیم وتکریم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہدایا بھی بھیجے لیکن اسلام کی دولت سے محروم رہا۔ (۳۵) گویا مذکورہ مکاتیب وخطوط نے اخلاقی اعتبار سے ان علاقوں میں داعی اسلام اور مرکز اسلام کے لئے نرم گوشے پیدا کرا دیئے تھے۔

مکاتیب پر ردعمل کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مخاطبین دعوت نے اسلام کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اور اپنی تباہی و بربادی (خسر الدنیا و الاخرہ) کو خود دعوت دے دی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خود بھی برباد اور جو اس کے ہاتھوں میں ہے وہ بھی برباد ہوا) مثلاً شہنشاہ فارس، کسریٰ پرویز نے نامہ مبارک چاک کر ڈالا اور اپنے عامل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے لکھا۔ (۳۶) اس کا نتیجہ ایک تو یہ نکلا کہ یمن سلطنت ایران سے کٹ کر خود بخود مرکز اسلام کے زیر سیادت آ گیا اور دوسرا یہ کہ کسریٰ پرویز شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (۳۷) (یعنی دعوت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹ دور ہو گئی)۔

پھر اس کے بعد ایران میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور دور افتادہ سرحدات کا تحفظ کمزور ہو گیا سلطنت روم نے موقعہ سے فائدہ اٹھایا چنانچہ ایران کے اکثر علاقے رومیوں کی سلطنت میں شامل ہو گئے۔ فارس کے علاوہ روم سے بھی شدید ردعمل سامنے آیا۔

سفیروں کا تحفظ اور خارجہ پالیسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مکتوب گرامی بذریعہ حارثؓ بن عمیر شاہ بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ (۳۸) جو کہ عیسائی المذہب تھا اور براہ راست قیصر روم کے تابع تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد موتہ مقام تک پہنچے تھے کہ انہیں شرحبیل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا۔ (۳۹)

تمام سفارتی آداب کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک خود مختار اسلامی ریاست کے سفیر کا قتل معمولی جرم نہ تھا۔ لہٰذا اس سانحہ کی اطلاع ملتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں تین ہزار کی ایک فوج سرحد شام کی جانب روانہ کی (۴۰) تا کہ یہ علاقہ بھی آئندہ مسلمانوں کے لئے پرامن ہو جائے اور یہاں کے لوگ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر زیادتی نہ کریں۔ جنگ موتہ کی تفصیلات سے قطع نظر (کیونکہ وہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہیں البتہ اس کے اثرات کو آخر میں بیان کیا جائے گا)۔ تین ہزار کے مٹھی بھر مجاہدین کی جماعت موتہ کے مقام پر شرحبیل بن عمرو کی ایک لاکھ سے زائد فوج سے جا ٹکرائی۔ (۴۱) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم نے جہاں امان اور مصالحت سے کام لیا اور جہاں اقدام کی ضرورت تھی وہاں اقدام کیا اور اپنے عمل سے بتایا کہ سفیر قابل احترام ہوتے ہیں انہیں احترام اور تحفظ دینا سب کا فرض ہے۔ اس پر ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے لکھا ہے:

اس تہوار کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مجاہدین اسلام بالکل پس جاتے لیکن سارا عرب اور تمام

> مشرکین یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ ایک اور ۳۳ کے اس مقابلہ میں بھی کفار مسلمانوں پر غالب نہ آسکے۔ یہی چیز تھی جس نے شام اور متصل رہنے والے نیم آزاد عربی قبائل کو بلکہ عراق کے قریب رہنے والے نجدی قبائل کو بھی جو کسریٰ کے زیر اثر تھے اسلام کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ بنی سلیم (جن کے سردار عباس بن عمرو اسلمی تھے) اور اشجع اور غطفان اور ذبیان اور فزارہ کے لوگ اسی زمانے میں داخل اسلام ہوئے اور اسی زمانے میں سلطنت روم کی عربی فوجوں کا ایک کمانڈر فروہ بن عمرو الجذامی مسلمان ہوا۔ (۴۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاتیب کی تفصیل لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا (۴۳) حق تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین اور موجب سکینت وطمانیت قرار دیا ہے (۴۴) اور واقعتاً یہ صلح فتح مبین ہی ثابت ہوئی اور سکینت وطمانیت کا باعث بنی۔ اس لئے فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیز کے کھول دینے کے ہیں۔ عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوت اسلام اور تبلیغ احکام کا دروازہ بند تھا اس صلح نے دروازہ کھول دیا۔ اب وہ وقت آ گیا کہ اللہ کا پیغام اس کے تمام بندوں تک پہنچا دیا جائے۔ ۷ھ محرم کی پہلی تاریخ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفیروں کے ہاتھ دعوت اسلام کے خطوط مبارک روانہ فرمائے جو سفیر جس قوم کے پاس بھیجا وہ ان کی زبان جانتا تھا۔ تاکہ تبلیغ بخوبی کر سکے۔ شاہان عالم کو خطوط روانہ کرنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی مہر نہیں بنوائی تھی۔ اس وجہ سے صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مشورہ پیش کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ملوک اور سلاطین جس خط پر مہر نہ ہو اس کو قابل وثوق اور اعتماد نہیں سمجھتے یہاں تک کہ ایسے خطوط کو پڑھاتے تک نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے مشورہ سے ایک مہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا مگر صنعت حبشہ کی تھی اس پر کندہ تھا۔ محمد رسول اللہ (۴۵) سب سے نیچے لفظ محمد اور سب سے اوپر لفظ اللہ اور لفظ رسول درمیان میں تھا۔

خطوط روانہ کرنے سے قبل خطبہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عالم کے بادشاہوں کو خطوط روانہ کرنے کا قصد فرمایا تو صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ:

> ''حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے پاس تشریف لا کر فرمایا۔ اللہ

تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم میری طرف سے (میرا دین تمام انسانوں تک) پہنچاؤ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے اختلاف کیا تم میرے سامنے ایسا اختلاف نہ کرنا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اسی چیز کی دعوت دی تھی جس کی میں تم کو دعوت دے رہا ہوں (یعنی ان کو دعوت دینے کے لئے دور اور نزدیک بھیجنا چاہتے تھے) چنانچہ ان میں سے جس کی تشکیل دور کے لیے ہوئی اس نے اس کو ناگوار سمجھا (اور جن کی تشکیل نزدیک ہوئی وہ تیار ہو گئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی چنانچہ اگلے دن ان میں سے ہر آدمی اس قوم کی زبان میں بات کر رہا تھا جس قوم کی طرف اس کی تشکیل ہوئی تھی۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے ان حواریوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے یہ کام ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے اب تم اسے ضرور کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تمام انسانوں تک) پہنچائیں گے اس پر ہمیں جہاں چاہیں بھیج دیں۔ (۴۶)

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذافہ السہمیؓ کو کسریٰ کے پاس سلیطؓ بن عمرو کو ہوذہ بن علی کے پاس علاء بن الحضرمیؓ کو ہجر کے راجہ منذر بن ساویٰ کے پاس اور عمرو بن العاص کو عمان کے دو بادشاہوں جیفر اور عباس کے پاس دحیہ کلبیؓ قیصر کے پاس اور شجاع بن وهب الاسدی کو منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس اور عمرو بن امیہ کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ یہ تمام سفراء علاء بن الحضرمی کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں واپس آ گئے۔ (۴۷)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اصحاب سیر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجر بن ابی امیہؓ کو حارث بن عبد کلال کے پاس اور جریرؓ کو ذی کلاع کے پاس اور سائب کو مسلمہ کے پاس اور حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ (۴۸)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم كتب قبل

موته الى كسرىٰ و قيصر والنجاشي والى كل جبارٍ يدعوهم الى الله عزوجل (۴۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے انتقال سے پہلے کسریٰ و قیصر، نجاشی اور ہر سرکش متکبر بادشاہ کو خطوط بھیجے ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے انتقال سے پہلے کسری اور قیصر اور ہر ظالم اور سرکش بادشاہ کو (دعوت کے) خطوط بھیجے تھے۔ (۵۰)

الغرض ان تمام خطوط میں ان کو حق کی دعوت دی گئی اور اس سے آگاہ کر دیا گیا کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر عائد ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ یہ خطوط ۶ ھ کے اخیر ماہ ذی الحجہ میں قصہ حدیبیہ کے بعد روانہ کئے گئے اور بعض اہل سیر کے نزدیک ۷ ھ میں روانہ کئے گئے ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ تو ۶ ھ کے اخیر میں فرمایا ہو۔ اور پھر ۷ ھ میں خطوط روانہ کیے ہوں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں غزوۂ موتہ کے بعد خطوط روانہ فرمائے۔ مگر اس پر سب متفق ہیں۔ حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے خطوط روانہ کئے گئے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ (التوبة) ۳۳:۹

۲۔ الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الصلوة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم جعلت لي الارض مسجدا و طهورا رقم الحديث ۴۳۸

۳۔ الكامل في التاريخ، ۴۱/۲؛ زكي صفوت احمد، جمهرة خطب العرب في عصور العربية الزاهرة، مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ۱۹۳۲ء، ۵۱/۱

۴۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۲۸۰/۳

۵۔ ايضاً، ص ۲۸۰

۶۔ ابن سعد، الطبقات الكبرىٰ، ۲۵۸/۱

۷۔ ايضاً، ۲۵۸/۱

۸۔ الطبري، تاريخ الامم والملوك، ۶۴۵/۲

۹۔ الجامع للترمذي، باب ما جاء في مكاتبه المشركين، رقم الحديث ۲۷۱۶